(۷)

خطبۂ صدارت کُل ہند مہدویہ کانفرنس

ہندوستان کی سابق ریاست میسور کے شہر چن پٹن میں کل ہند مہدویہ کانفرنس کے اجلاس اپریل ۱۹۴۱ء کی ۱۷، ۱۸ اور ۱۹ تاریخوں میں منعقد ہوتے قائدِ ملت نواب بہادر یار جنگ اس کانفرنس کے صدر تھے۔ ذیل میں مرحوم کا خطبۂ صدارت درج کیا جا رہا ہے۔ یہ کانفرنس جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مسلمانوں کے ایک مخصوص فرقے کی نمائندگی کرتی تھی۔ لہٰذا فطری طور پر اس خطبۂ صدارت کے مخاطب بھی فی الاصل اُسی فرقے کے لوگ تھے مگر اس خطبے میں جو باتیں کہی گئی ہیں وہ بحیثیت مجموعی سارے مسلمانوں کے لیئے غور طلب بھی ہیں اور سبق آموز بھی اور اسی لحاظ سے اُس کا مطالعہ سارے مسلمانوں کے لیئے یکساں مفید ثابت ہوگا۔

محترم صدر صاحب مجلسِ استقبالیہ و برادرانِ ملّت!

ساری تعریف اُس خالقِ ارض و سما کو سزاوار ہے جس نے کائنات کی لاتعداد اور لامحدود اشیا میں اس قدر تنوّع اور کثرت کے باوجود ایک ایسی تنظیم عطا فرمائی کہ ہر ایک شئے اپنے مقصدِ آفرنیش کی تکمیل میں ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ مشغول نظر آتی ہے۔ اور صلوٰۃ و سلام اُس خاتم النبیینؐ پر جن کی ذاتِ گرامی گمراہ اور خود فراموش انسانوں کی مرکزیت اور اجتماعیت کا باعث بنی

اور جنھوں نے ایک خدا کو منوا کر بنی نوع انسانی کی جبہ سائی کے سارے غلط آستانے توڑ دیئے اور خدائے واحد و قہار کی تنہا بارگاہِ اجلال پر سب کی پیشانیوں کو جھکا کر اُن کی کثرت کو ایک عظیم الشان وحدت سے بدل دیا۔

حضرات! آج مجھے دوسری مرتبہ یہ عزت حاصل ہو رہی ہے کہ میں ہندوستان میں بسنے والے تمام مہدویوں کے اس عظیم الشان اجتماع کی صدارت کر رہا ہوں اور یہ عزت مجھے پھر اُسی مقام پر حاصل ہو رہی ہے جہاں میں نے آج سے سات سال پہلے صدارت کی تھی۔[۱]

چن پٹن اس اعتبار سے تاریخی اہمیت رکھتا ہے کہ یہاں اُن مہدویوں کی اولاد آباد ہے جنھوں نے دکن کے مجاہدین، حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے ساتھ سرزمین میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی اور جن کی اولاد بجا طور پر اُن آثارِ عظمتِ گزشتہ کی وارث تصور کی جاسکتی ہے جو آج بھی سرنگاپٹم کے زائر کو خون کے آنسو رُلاتی ہے۔ ہم ممنون ہیں اور ہمیں ممنون رہنا چاہیئے۔ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب میسور اور اُن کی حکومت کا جنھوں نے ہمارے لیئے نہ صرف کانفرنس کے گزشتہ اجلاس میں ہر قسم کی سہولتیں بہم پہونچائیں اور اپنی رواداری اور حُسنِ سلوک کا ثبوت دیا بلکہ جنہوں نے ہماری گزشتہ کانفرنس کی قراردادوں پر توجہ کی اور اُن کے مطالبات کو پورا کیا۔ یہ مطالبات صرف مہدویوں کے لیئے نہیں، بلکہ تمام باشندگانِ چن پٹن کے لیئے مفید اور تعمیری ثابت ہوتے۔ حکومتِ میسور کی ہمارے مطالبات پر توجہ ہر طرح ہمارے لیئے باعثِ تشکر ہے۔

کانفرنس کے گذشتہ اجلاس کو سات سال کی طویل مدت گذری لیکن اُس کا پیدا کیا ہوا وَلولہ اور جوش آج بھی مہدویانِ ہند کی سماجی زندگی میں کارفرما نظر آرہا ہے۔ اور فی الحقیقت ان کا اصل فائدہ یہی ہے کہ وہ قوموں کی فکری

---

[۱] ۱۹۳۷ء میں اسی شہر میں کل ہند مہدویہ کانفرنس کے اجلاس منعقد ہوتے تھے جن کی صدارت قائدِ ملت نے کی تھی۔ (فاروقی)

آرائش کا باعث اور اجتماعی حرکت کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان ہی سے تمام علمی، اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی مسائل کی بنیاد پڑتی ہے جو قوموں کے مستقبل کے ضامن ہیں۔ دنیا کے تمام داعیانِ مذہب سے زیادہ اجتماع کے فوائد کا اندازہ داعیٔ دینِ فطرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اسلام کی عبادات اور معاملات کا ہر پہلو اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیلی شہادت آپ کو کانفرنس کی رپورٹ سے ملے گی۔ اور مجھے یقین ہے کہ آج کا یہ اجتماع ہمیں ایک اور منزل کی طرف قدم اٹھانے میں مدد دے گا۔

اس عرصے میں زمانے نے کتنی کروٹیں بدلیں۔ شہابِ ثاقب کی تڑپ اور بجلی کی تیزی کے ساتھ حالات تبدیل ہوتے رہے۔ ملکوں کے جغرافیائی حدود بدل گئے۔ بہت سی آزاد قومیں آج غلامی کی بدبختی میں مبتلا نظر آرہی ہیں۔ اور بہت سی محکوم قوموں کے سر پر آج تاجِ حریت زیب دے رہا ہے۔ کہیں طاقتور کا جذبۂ جوع الارض ملکوں اور قوموں کو ہضم کرنے کی فکر میں ہے تو کہیں یہ محکوم کے احساسِ خودی کی خفتہ صلاحیتوں کو بیدار کر رہا ہے۔ ہندوستان ہی کو لیجئے۔ اس سات سال میں وہاں بہت سے عجیب و غریب تغیرات نے ہمارے تجربے اور علم میں اضافہ کیا مگر گزشتہ مرتبہ جب ہم یہاں جمع ہوتے تھے تو ۱۹۳۵ء کا قانونِ حکومتِ ہند پارلیمانِ انگلستان کی منظوری کے منازل طے کر رہا تھا۔ لیکن آج جب ہم یہاں جمع ہوئے ہیں تو یہ قانون اپنی طبعی عمر کو ختم کر کے آغوشِ تعطل و تنسیخ میں سو رہا ہے۔ مسلمانانِ ہند جو کل تک طبِ مغرب کے میٹھے مزوں اور خواب آور اثرات سے متاثر ہو کر جمہوری نظامِ حکومت کی طرف مائل نظر آرہے تھے آج اس کی حقیقت سے واقف ہو کر علی الاعلان اس کے منکر دکھائی دے رہے ہیں۔ کل جن کو اغیار کی سحر طرازیوں نے نو کروڑ کی تعداد میں ہونے کے باوجود ایک اقلیت ہونے کا یقین دلایا تھا آج اپنے قائدِ اعظم مدظلہ العالی کی قیادت میں اس ایقان کو پرورش کر رہے ہیں کہ ہندوستان کے ذیلی براعظم میں وہ ایک مستقل قوم ہیں اور ایسی مستقل قوم جس کی تعداد

جزیرہ نمائے عرب، عراق و فلسطین اور مصر کے رہنے والے تمام مسلمانوں کی مجموعی تعداد سے زیادہ ہے اور ان کا بھی ایقان اُن کے اس عزم کو پختہ کر رہا ہے کہ ہندوستان میں بسنے والی اس قوم کے لیئے ایک آزاد اسلامی وطن کی ضرورت ہے۔ اور الحمدللہ کہ لاہور کے تاریخی اجلاس کے بعد سے مسلم لیگ کی قیادت نے ملّتِ اسلامیہ ہند کی اس منزل کو اُن کی سیاست کا ایک اہم عنصر ثابت کر دیا ہے۔ آج سارے طول و عرضِ ہند میں مہدوی انفراداً اور اجتماعاً مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کے جھنڈے تلے اپنی ساری فکری و عملی صلاحیتوں کے ساتھ مصروفِ جہاد نظر آرہے ہیں۔ میں ان کے فکر و عمل کی اس صحت پر اُن کو مبارک باد دیتا ہوں اور اس کانفرنس کے صدر کی حیثیت سے مہدویہ برادری کی اِس پالیسی کا اعلان کرتا ہوں کہ مہدوی دنیا کے کسی گوشے اور خصوصاً ہندوستان میں چاہے وہ برطانوی ہند ہو یا ریاستی ہندوستان ملّتِ اسلامیہ کی سیاستِ عمومی کے سوا اپنی کوئی جُداگانہ و فرقہ وارانہ سیاست نہیں رکھتے۔ وہ اپنے قلب و دماغ کی ساری صلاحیتوں کے ساتھ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اُن کا اختلافِ عقیدہ ملّتِ اسلامیہ کے شیرازے کو منتشر کرنے کا ہرگز نہیں ہے۔ وہ مسلمانوں کی بعض ناعاقبت اندیش جماعتوں کے اِن مطالبات و مساعی کو جن کا نتیجہ خود ملّتِ اسلامیہ میں تفریق و تقسیمِ حقوق کا سوال پیدا کر دینا ہو انتہائی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مجھے یقین ہے مسلمانوں میں جہاں کہیں اس قسم کا سوال پیدا ہوا اُس کی اصل وجہ اپنوں کی فکرِ تعمیر سے زیادہ غیروں کی سعیِ تخریب رہی ہے۔ اور اسی تخریب نے ہمارے بعض ناعاقبت اندیش دوستوں کو آلۂ کار بنا[illegible] اگر وہ اپنی فکرِ اسلامی کو مشعلِ راہ بناتے تو اپنی کجروی اور گمراہی کو روزِ روشن کی طرح دیکھ لیتے ہیں اس پلیٹ فارم سے تمام فرقہ ہائے اسلامی کے بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ شیاطین کے اِن خنّاس وسوسوں سے خدا کی پناہ میں آئیں اور طوفانی دور میں ملّتِ اسلامی کی ڈگمگاتی کشتی کو ساحلِ مراد

تک پہنچانے کے لیے اجتماعی کوشش کریں جس میں نہ سنیت نہ شیعیت اور مہدویت کو دخل ہو نہ عالم و مفتی، جاہل اور مغربی تعلیم یافتہ کی تفریق کی جائے۔ اور نہ پیشہ ورانہ تقسیم ملتِ اسلامیہ کے بنیانِ مرصوص کی اینٹوں کو جدا کر رہی ہو اختلافات نسلی ہوں یا باعتبار پیشہ و عقاید کے ہوں یا اعمال کے ایسی گھریلو چیزیں ہیں جو زمانہ امن کی آفرنیش ہوتی ہیں۔ اور زمانۂ امن ہی میں بعض بے چین طبائع کی تفریح کا باعث ہو سکتی ہیں۔ اگر کوئی ان اختلافات کو ان حالات میں اچھالنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ آگ سے کھیل رہا ہے جو ایک دن اس کی خانماں بربادی کا باعث ہوگی۔ ہندوستان میں ہماری واحد سیاسی تنظیم مسلم لیگ ہے اور میں تمام مسلمانانِ ہند کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے ہر قسم کے اختلافاتِ باہمی کو غرق کر کے اس میں شامل ہو جائیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ہر اسلامی فرقے اور جماعت کی چند جماعتی خصوصیات اور چند جداگانہ عقاید ایسے ہی ہوں جن کو وہ کسی جداگانہ سیاسی نظام کے بغیر برقرار نہ رکھ سکے اس لیے مسلم فرقوں کے ایسے جداگانہ جماعتی ادارے جن کا فرض ان کے سماج میں ہم رنگی پیدا کرنا، جماعتی خصوصیات کو برقرار رکھنا اور اپنی محدود جماعت میں ایسی تعلیمی، اخلاقی اور مذہبی کوشش کرنا جس سے ملتِ اسلامیہ کا یہ جزو ایک صحت مند اور توانا جزو ثابت ہو اور مشترکہ اساسی اقدامات میں ملتِ اسلامیہ کی ہر جہتی سرفرازی اور فیروزمندی میں کامیاب حصہ لے سکے تو یہ ایک مبارک اور قابلِ استحسان سعی ہے جو اگر اپنی حدود سے تجاوز نہ کرے اور اپنے توازنِ فکر و عمل کو برقرار رکھے تو ملتِ مرحومہ کے لیے حیات بخش ثابت ہو سکتی ہے۔ ایسی جداگانہ مساعی خصوصاً کسی ملت کے ان اجزاء میں زیادہ ضروری ہو جاتی ہے جو ملتِ اسلامیہ کا باعتبار تعداد نسبتاً ایک چھوٹا جزو ہوں اور ساتھ ہی باعتبار عقاید ملت کے سوادِ اعظم کی بہ نسبت اپنا کوئی جداگانہ خصوصی نظام رکھتے ہوں۔ آل انڈیا مہدویہ کانفرنس یا انجمن ہائے مہدویہ کا اصل منشا بھی اسی قدر اور صرف اسی قدر ہے۔

میں اپنی اٹل پالیسی کے تحت انتہائی کوشش کروں گا کہ جب تک اس کانفرنس انجمنِ مہدویہ کی سیادت و قیادت کا فرض مجھ پر عائد ہے اس کو ان حدود سے تجاوز نہ کرنے دوں میں ایسے تجاوز کو تاریخ کے ہر دور میں عموماً اور عہدِ حاضر میں خصوصاً ایک ایسا گناہِ عظیم تصور کرتا ہوں جس کی سزا عِندَ النّاس اور عِندَ اللہ ابدی و ازلی روسیاہی کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتی۔

حضرات! ملّتِ اسلامیہ میں مذہبی حیثیت سے مختلف مکاتیب خیال کو وجود میں آکر صدیاں گذر گئیں۔ ہر نئے مکتبۂ خیال نے جس کو عرفِ عام میں فرقہ کہا جاتا ہے دنیا میں اپنی جگہ پیدا کرنے کے لیئے اور ہر پرانے مکتبِ خیال نے ان نئے مکاتیبِ خیال کو اُبھرنے سے روکنے کے لیئے اپنی جہد و کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ آج ہمارے مناظرے کا لٹریچر ان ہی اختلافی مباحث کی گتھیوں سے اُلجھا پڑا ہے۔ عقیدۂ قدیم و جدید نے ابتداً سنجیدہ بحث و نظر کی صورت اختیار کی لیکن رفتہ رفتہ تفوّق اور برتری کے جذبات نے خلیجوں کو وسیع تر کیا اور تردید و اختلاف نے ترک و تکفیر تک نوبت پہونچا دی۔ نتیجتاً آج ہم خدائے واحد کے پرستاروں، ایک نبی کے ماننے والوں اور ایک کتاب سے اکتسابِ ہدایت کرنے والوں کو ایک دوسرے کے اسلام و ایمان کا منکر پا رہے ہیں۔ اور جب ایک دوسرے کے نقطۂ خیال سے دنیا میں ملّتِ اسلامیہ کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں کافروں کے سوا کہیں مسلم کا پتہ نہیں ملتا۔ کیا عالمِ اسباب کا کوئی واقعہ اس سے زیادہ قابلِ ماتم ہو سکتا ہے ؟ ممکن ہے میرے یہ خیالات آپ کے بعض بنیادی اُصولوں سے ٹکرائیں لیکن میں ان سارے اندیشوں سے بے نیاز ہو کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اب اختلافی مسائل پر ایک دوسرے سے اُلجھنا چھوڑ دیں۔ الٰہیات کے اِن لات و منات نے ہمارے لمحاتِ حیات سے خُدا پرستی کی رحمت کو چھین لیا ہے۔ اختلافی مسائل پر جو کچھ کہا گیا اور جتنا کچھ لکھا گیا وہ کافی سے بہت زیادہ تھا اور اگر اس نے سب مسلمانوں کو ہم خیال نہ کیا تو کیا آپ توقع رکھتے ہیں کہ

آپ کوئی بہتر نتیجہ پیدا کر سکیں گے؟ ان اختلافی مسائل سے اُلجھنے کی بجائے آپ کی علم و عمل کی صلاحیتوں کو کسی ایسے صحیح راستے کی طرف مُڑجانا چاہیئے جو ملّتِ اسلامیہ کے لیئے عموماً اور مہدویہ برادری کے لیئے خصوصاً سربلندی کا باعث ہوں بمثلاً کیا ہر عقیدے کا لازمی نتیجہ یہ نہیں ہے کہ وہ انسان کی اِس حیاتِ مستعار کو خلیفتہُ اللہ کی زندگی بنا دے اور آخرت میں اُس کو خدا کے بہترین انعامات کا مستحق قرار دے۔ اگر ساری تعلیمات کا مبدا، و مآل یہی ہے تو کیا کبھی آپ نے اس بات کی طرف توجہ کی ہے کہ گروہ مہدویہ کے حصرِ حیات کیا ہیں۔ اور ایک مہدوی کن وجوہ کی بنا پر اپنی مہدویت کو اپنے لیئے باعثِ اعتماد تصوّر کرتا ہے۔ کیا دنیا کو آپ سے یہ پوچھنے کا حق نہیں ہے کہ آپ کے گروہ میں داخل ہونے اور آپ کے عقائد کو قبول کرنے میں کون سی دُنیاوی و اُخروی بھلائی حاصل ہوگی؟

میں آپ کی فکر و نظر، آپ کی تقریروں اور تحریروں میں، آپ کے اخلاق و عادات میں، آپ کی عبادات و معمولات میں اُس خصوصیت کو تلاش کرنا چاہتا ہوں۔ اور ملّتِ مہدویہ کے علماء سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی پوری توجہ اس لٹریچر کی فراہمی پر صرف کریں۔ مجھے آج مہدوی نوجوانوں کی پیشانی پر ایمان و یقین کے نور کی بجائے شک و ریب کا غبار نظر آتا ہے۔ چونکہ میں نے عہدِ حاضر کے نوجوانوں کی فضا میں پرورش پائی ہے۔ اِس لیئے اُن "طائرانِ بامِ حرم" سے جن کو مُقتدیانِ دین کہتے ہیں کیا اس بات کی توقع کر سکتا ہوں کہ وہ "اُن مرغانِ رشتہ بپا"[1] کے اندازِ فکر کو سمجھیں گے جن کا اندازِ تفکر و تعقّل بدل چکا ہے۔ اب وہ کسی بات کو محض اس لیئے ماننے کو تیار نہیں کہ اُن کے باپ نے یہ بات مانی تھی۔ یا کسی قابلِ احترام بزرگ کی زبانِ فیض ترجمان سے یہ بات نکلی ہے۔ وہ آپ کی زبان

---

[1] تماندِ ملّت نے "طائرانِ بامِ حرم" اور "مرغانِ رشتہ برپا" کے الفاظ سے اس شعر کی طرف اشارہ کیا ہے،

تُو اے کبوترِ بامِ حرم چہ می دانی   تپیدنِ دلِ مرغانِ رشتہ برپا را (نظیری)

(فاروقی)

سے نکلے ہوئے ہر بول کو زمانۂ جدید کے محک براہین پر کس کر دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اُن کے لیئے وہ اندازِ بحث آج کام نہیں دے سکتا جو آج سے چند سو برس پہلے اُن کو مطمئن کر دیا کرتا تھا۔ عہدِ حاضر کا نوجوان یوں تو مرکبیت اور مغربیت کے غلبے سے عام طور پر لادینیت کی طرف مائل ہوتا جا رہا ہے لیکن مہدوی نوجوان اربابِ علم کی بے توجہی کے باعث دِن بہ دن خود فراموش ہوتا جا رہا ہے۔ اور آج میں اس خطرے کی گھنٹی بجاتے ہوئے یقین رکھتا ہوں کہ میری یہ آواز صدا بہ صحرا ثابت نہیں ہوگی۔

اَب مجھ سے چند ایسی باتیں سنیئے جو مسلک سے اُتر کر کار و بارِ عمل کی طرف آپ کو متوجہ کریں۔ زمانۂ حاضر کا سب سے اہم سوال معیشت کی ضروریات اور اُن کی تکمیل کا طریقہ ہے۔ جب سے ہندوستان میں اسلامی سلطنت ختم ہوئی اور مسلمان بھی دوسری قوموں کی طرح ہندوستان کے اکثر حصّوں میں محکومی کی زندگی بسر کرنے لگے سب سے زیادہ مُضر اثر اُن کی زندگی کے معاشی پہلو پر پڑا۔ اپنے بلند معیارِ زندگی کو جو سلطنت اور حکمرانی کا لازمی نتیجہ تھا وہ گھٹا نہ سکے اور دوسری طرف حکمرانی کی وہ برکتیں جو ایک قوم کے لیئے فراغت اور خوشحالی کے راستے کھول دیتی ہیں اُن سے چھِن گئیں۔ آج اُن کی زندگی کے ہر پہلو پر اُن کی معاشی پست حالی کا اثر پڑ رہا ہے۔ اس کی اصلاح کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں ایک ایجابی اور دوسری سلبی۔ ایجابی صورت یہ ہے کہ مسلمان ایسے پیشوں کی طرف متوجہ ہوں جو اُن کے لیئے زیادہ سے زیادہ وسائلِ معیشت مہیا کر سکیں۔ اور سلبی یہ کہ وہ ایسی عادتوں کو ترک کر دیں جو اُن کی خوشحالی میں سدِّ راہ ہیں۔ الحمدُ للہ کہ یہ احساس دِن بدن ترقی کر رہا ہے لیکن ضرورت ہے کہ اس کی رفتار کو تیز تر کر دیا جائے۔ جماعت کا ایک متنفّس بھی بیکار نہ رہنے پائے اور قومی ادارے اِس مقصد کو اپنے فرائض میں داخل کر لیں کہ ہر شخص کے لیئے سامانِ معیشت بہم پہونچائیں گے۔ اور اُن عادات و رسوم کو مِٹا دیں گے جو ہمارے اِسراف کا اصلی باعث ہیں۔

حضرات! ہر قوم کی طبیعت اور فطرت کا ایک خاص رجحان ہوتا ہے اور

اسی کو اُس قوم کی خصوصیت کہتے ہیں مسلمان جبلتاً سپاہی پیدا ہوا ہے اسلام کا بنیادی اُصول توحیدِ باری تعالیٰ ہر شخص میں ساری طاغوتی طاقتوں سے بے نیازی اور نڈرپن کا ایسا جذبہ پیدا کرتا ہے جو مسلمان ہونے والے ویش اور برہمن کو بھی چھتری بنا دیتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس جذبے کی اس طرح تربیت کی جائے کہ وہ گھٹنے کی بجائے بڑھتا رہے۔ اس کی بہترین صورت یہی ہو سکتی ہے کہ مسلمان فوجی خدمات کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوں۔ میں مہدوی نوجوانوں سے چاہے وہ گجرات اور جنوب کے تجارت پیشہ ہوں یا برار اور سی پی کے زراعت پیشہ خواہش کرتا ہوں کہ وہ اپنے ہر دو بچوں میں سے ایک کو فوجی خدمت کے لیے منتخب کریں۔

حضرات! ہم اپنی بہت سی ضرورتوں کا احساس رکھتے ہیں اور ہماری زندگی کے سینکڑوں پہلو ایسے ہیں جو اصلاح کے محتاج ہیں لیکن میں اِن ہی چند اُصولی باتوں پر آج کی صحبت کو ختم کرتا ہوں۔ آپ نے میری عزّت افزائی فرمائی اس کے لیے میں بہترین ہدیۂ تشکر یہ سمجھتا ہوں کہ اُن اُصولوں پر جو میں نے اس خطبے میں بیان کیے آپ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کروں اور آپ کے زیادہ سے زیادہ اعتماد کے قابل بنوں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

*

ماخذ 1987 نقشِ رہبر و نگارشات بہادر یار جنگ شیخ قائد ملت لسان الامت
مرتبہ لداحمد خان و مجید احمد فاروقی - بہادر یار جنگ اکادمی کراچی